رجسٹرڈ ایل نمبر ۳
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم — دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ لَکُم وَقْتَ مَسِیْحِہٖ وَمَا تَرَ کَمْ اَدِلَّۃً

Digitized by Khilafat Library

البدر

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمدؐ کا

چودھوین کا ہے چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

آن امام آخر الزمان [illegible]
نور آخر الزمان

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

شرح قیمت
ہندوستان مین سالانہ ۲؎
غیر ممالک ۳؎
خاص قادیان ۲؎
منتخب نامہ نگارون کو مفت روانہ ہوتا ہے
نمونہ کا پرچہ بشرطیکہ مقام مطلوبہ پر کسی کے نام اخبار نہ جاتا ہو مفت روانہ ہوتا ہے +

ضوابط
(۱) قیمت ہر حال مین پیشگی لیجاتی ہے +
(۲) جواب طلب امر کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے ورنہ جواب نہین دیا جائیگا +
(۳) خط وکتابت مین نمبر خریداری کا حوالہ ہو ورنہ جواب مین دیری ہوگی

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی

دوا ہی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۲	ہر انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے	نمبر ۱

خریداروں کو اطلاع — یہ اخبار کہ تازہ حالات پہونچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزان قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجرا اور قیام کا دار و مدار تعداد اور سرمایہ پر ہے اس کی بہت اشاعت اور اطیوریل سٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کے لئے ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ۱۵۰۰ ہو اس لئے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت مین جبکہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل ہے [illegible] چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوۃ اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ مین جگہ دیکر رنجیدہ خاطر نہون بلکہ اس کی اشاعت مین مزید کوشش کرین اور مطلوبہ تعداد کو پورا کرنے کی [illegible] جاری کریں - ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن رسول کش محمدؐ ہست نام
جان شد و با جان بدر خواہد شد ان
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
آن [illegible] خود از جہان جاءے بود
اعتقاد قول او در جان ما ست
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
معجزات او ہمہ حق اندر ما ست
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
یک قدم دوری ازان روشن کتاب

مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
از دشش سیراب سیراب کہ ہست
ما از و دادیم ہر نور و کمال
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت ست
منکر آن مورد لعن خدا ست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
نزد ما کفر است و خسران و تباب

اندرین دین آمدہ از مادریم
بادۂ عرفان ما از جام اوست
شیر او با شیر شد اندر بدن
ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
وصل دلدار ازل بے او محال
از ملائک و از خبرہائے معاد
منکر آن مستحق لعنت است
معجزات انبیاء سابقین
ہر کہ انکار کند از اشقیاست

وہ الفاظ جنمین حضرت مسیح موعودؑ بیعت کرتے ہین

ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہین اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے +
اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۳ بار
آج مین احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جنمین مین گرفتار تھا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۳ بار — رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ — اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہون کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین آمین - پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کیا کرتے ہین +

دس شرائط بیعت

اول - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر مین داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا +

دوم - یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کے وقت اُن کا مغلوب نہین ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے +

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالےٰ کے احسانون کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا +

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہین دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے +

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا مین خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ مین تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہین پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا +

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ مین دستور العمل قرار دیگا +

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا +

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا +

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت مین ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور تعلقون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو +

نوٹ - بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹؁ کو دیا تھا - دسمبر ۱۹۰۲؁ تک اسکو چودہ سال ہوئے ہیں - جبکہ البدر پرچہ پورا معنون کیا ہے اس چہاردہم سال کی یادگار مین جو کہ آپکی فتح و نصرۃ کا زمانہ ہے - قادیان سے طلوع ہوا -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کردے گا — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چودھوین کا ہے چاند یہ البدر — فیض ہے یہ غلام احمد کا

آئینہ ہے یہ نورِ سرمد کا — عکس ہے یہ رخِ محمد صلعم کا

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَنَعَ کُلَّ وَقْتٍ مسیحَہٗ وَمَا تَرَکَ مُرَادَہٗ

Digitized by Khilafat Library

البدر

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع — وجب الشکر علینا ما دعیٰ للہ داع

اُن کے چہرے سے اندھیرا ... [illegible] ... مرقِ کمال — [illegible] آخر زمان

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

دوائے شفاہی غرض دارالامان ہے — جو کچھ ہم پائو گرائی پہاڑ تھا وہ پایا ہے

ضوابط

(۱) قیمت ہر حال میں پیشگی لیجاتی ہے +

(۲) جواب طلب امر کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے ورنہ جواب نہیں دیا جائیگا +

(۳) خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ ہو ورنہ جواب میں دیری ہوگی +

نرخ قیمت

ہندوستان میں ہر سالانہ ۲ روپے

ممالک غیر ۳ روپے

قادیان ۱۲

نامہ نگاروں کو مفت روانہ ہوتا ہے ... پرچہ بشرطیکہ مقام مطلوب ... جارنہ جاتا ہو مفت ... ہوتا ہے +

صاحب احمدی — گھبوڑہ ضلع جہلم

نمبر ۱ — ہر انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے — جلد ۳

خریداروں کو اطلاع اپنے احباب کو تازہ حالات پہنچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجراء اور قیام کا دارومدار تعاون اور سرمایہ پر ہے اس کی بروقت اشاعت اور ایڈیٹوریل سٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کے لئے ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ۱۵۰۰ ہو اس لئے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت میں اشاعت بہت قلیل اور سٹاف نامکمل ہے اور کارخانہ کے اخراجات کا بار ہے اگر کسی وقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوۃ اور ہمدردی کے خیال کو دل سے ضائع نہ کریں بلکہ اس کی اشاعت میں سر توڑ کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد کو پہنچا کر کے کارخانہ کو ہر ایک [illegible] کا ذمہ وار بنا دیں ... [illegible] ... امور متعلقہ تقاضا و قیمت ... منیجر

دس شرائط بیعت

اول - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا +

دوم - یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے +

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا +

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے +

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بالقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مونہہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا +

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا +

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا +

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا +

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا +

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلےٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و مقتدا

اندریں دین آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شد سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ما ست — ہر چہ زو ثابت شود ایمان ما ست

ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد — از ملائک وز خبر ہائے معاد

آں ہمہ از حضرت احدیت ست — منکر آں مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آں مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ جان و دل ایمان ما ست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جن میں حضرت مسیح موعود بیعت کرتے ہیں

ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں جلے ہم اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے +

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۳ بار

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت - اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین - پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں +

نوٹ - بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا - نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسی چودہ سال ہوئے ہیں - جبکہ البدر نے پوری معنوں کیساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار ہیں جو کہ آپکی فتح و نصرۃ کا زمانہ ہے - قادیان سے طلوع ہوا -

مجموعہ خطبات جمعۃ الوداع و عید الفطر

جو کہ ۱۸ و ۱۸ دسمبر ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب نے قادیان کی مسجد اقصیٰ میں پڑھے۔

(نوٹ) چونکہ جمعۃ الوداع کے خطبہ کے مضامین عید کے خطبہ سے ملتے جلتے تھے اس لئے ان کو یکجا کر دیا ہے +

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اما بعد

یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج۔ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقیٰ واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون +

یہ رکوع جس کا میں نے ابتدا پڑھا ہے اس رکوع کے بعد ہے جس میں رمضان اور روزہ کا تذکرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو نیک اعمال کے بجالانے کی کیسی محبت تھی اور کلام اور اس کے عجائبات پر آگاہی پانے کا کس قدر شوق تھا

روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے

اس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقاء نسل کی۔ شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لیے بیوی کا تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آجکل تو دن چھوٹے ہیں سردیکا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گذرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیویوں کی کس قدر ضرورت پیش آتی ہے سخت گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ۔ برف۔ مزیدار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مولا کریم کی اجازت نہیں کہ اس کو استعمال کرے بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت۔ زردہ۔ پلاؤ۔ قلیہ۔ قورمہ فیرنی۔ وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں ایک اشارہ سے طیار ہو سکتے ہیں مگر ایک روزہ دار ان کی طرف ہاتھ کو نہیں بڑھاتا کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولا کریم کی اجازت نہیں۔ شہوت کے زور سے پٹھے پھٹے جاتے ہیں اور اس کی طبیعت میں سخت اضطراب جماع کا ہوتا ہو۔ بیوی بھی حسین نوجوان اور صحیح القویٰ موجود ہے مگر ایک روزہ دار اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ کیوں صرف اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہوگا۔ اس کی عدول حکمی ہوگی۔ ان باتوں سے روزے کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولا کی رضا کے لئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دیگا۔ رمضان شریف کے مہینے کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ کہ روزہ تمہارے واسطے اس لئے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جنکو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولا کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جنکی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کا کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔ تقوے کے لئے ایک جزئی بیان کی ہے آپس میں ایک دوسرے کا مال مت کھایا کرو +

حرام خوری کے اقسام

حرام خوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے مگر وہ اپنا کام سستی یا غفلت سے آقا کے منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دوکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکا دیتا ہے۔ اسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس میں غور کرے کہ اگر کوئی اسیطرح کا معاملہ اس سے کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا وہ اسے پسند کرے گا ہرگز نہیں جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لئے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے اس کے کاروبار میں ہرگز برکت نہ ہوگی۔ پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوت۔ دھوکہ۔ فریب) سے اس سے لینا چاہتا ہے تو یہ بھی مال بالباطل لیتا ہی ایک طبیب ہے۔ اس کے پاس مریض آتا ہے اور محنت اور مشقت سے جو اس نے کمائی کی ہو اس میں سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے یا ایک عطار ہے وہ دوا خریدتا ہے تو اگر طبیب اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور تشخیص کے لئے اس کا دل نہیں تڑپتا۔ اور عطار عمدہ دوا نہیں دیتا۔ اور جو کچھ اسے نقد ملگیا اسے غنیمت خیال کرتا ہے یا پرانی دوا دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہو گئی ہیں تو یہ سب مال بالباطل کھانیوالے ہیں غرضیکہ سب پیشہ ور جنکو چاہئے دوچار بھی سوچیں کہ کیا وہ اس امر کو پسند کرتے ہیں کہ ان کی مزدوریوں پر ان کو دھوکہ دیا جاوے اگر وہ نہیں پسند کرتے تو پھر دوسرے کیساتھ خود وہی ناجائز حرکت کیوں کرتے ہیں روزہ ایک ایسی شے ہے جو ان تمام بری عادتوں اور خیالوں سے انسان کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے اور تقوے حاصل کرنے کی مشق سکھاتا ہے جو شخص کسی کا مال لیتا ہے وہ مال دینے والے کی اغراض کو ہمیشہ مد نظر رکھکر مال لیوے اور اسی کے مطابق اسے شے دیوے۔

روزہ سے قرب الٰہی ہوتا ہے

روزہ جیسے تقوے سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی کے حاصل کرنیکا بھی یہ ذریعہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا لیکن ان کو چاہیے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے لعلھم یرشدون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے

یسئلونک عن الاھلۃ کی شان نزول

جب صحابہ نے دیکھا کہ ایک ماہ رمضان کی یہ عظمت اور شان ہے اور اس میں قرب الٰہی کے حصول کے بڑے ذرائع موجود ہیں تو ان کے دل میں خیال گذرا کہ ممکن ہو کہ دوسرے چاندوں یعنی مہینوں میں بھی کوئی ایسی ہی اسرار مخفیہ اور قرب الٰہی کے ذرائع موجود ہوں وہ معلوم ہو جاویں اور ہر ایک ماہ کے الگ الگ احکام کا علم ہو جاوے اس لئے انہوں نے آنحضرت صلعم

مجموعہ خطبات جمعۃ الوداع و عید الفطر

جو کہ ۱۸ و ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب نے قادیان کی مسجد اقصیٰ میں پڑھا ہے۔

(نوٹ) چونکہ جمعۃ الوداع کے خطبہ کے مضامین عید کے خطبہ سے ملتے جلتے تھے اس لئے ان کو یکجا کر دیا ہے +

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اما بعد

یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج۔ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقیٰ واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون +

یہ رکوع جس کا مین نے ابتدا پڑھا ہے اس رکوع کے بعد ہے جس مین رمضان اور روزہ کا تذکرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو نیک اعمال کے بجا لانے کی کیسی محبت تھی اور کلام اور اس کے عجائبات پر آگاہی پانے کا کس قدر شوق تھا

روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے

اس سے پیشتر کے رکوع مین رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتین پیش آتی ہین ان مین سے بعض تو شخصی ہوتی ہین اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی۔ شخصی ضرورتون مین جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونون قسم کی طبعی ضرورتون پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آجکل تو دن چھوٹے ہین سردی کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گذرا مگر گرمی مین جو لوگ روزہ رکھتے ہین وہ جانتے ہین کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانون کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیویون کی کس قدر ضرورت پیش آتی ہے سخت گرمی کی موسم مین انسان کو پیاس لگتی ہے ہونٹ خشک ہوتے ہین۔ گھر مین دودھ۔ برف۔ مزیدار شربت موجود ہین مگر ایک روزہ دار ان کو نہین پیتا۔ کیون؟ اس لئے کہ اس کے مولا کریم کی اجازت نہین کہ اس کو استعمال کرے بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت۔ زردہ۔ پلاؤ۔ قلیہ۔ قورما فرنی۔ وغیرہ گھر مین موجود ہین۔ اگر نہ ہون تو ایک آن مین ایک اشارہ سے طیار ہو سکتے ہین مگر ایک روزہ دار ان کی طرف ہاتھ کو نہین بڑھاتا کیون؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولا کریم کی اجازت نہین۔ شہوت کے زور سے پٹھے پھٹے جاتے ہین اور اس کی طبیعت مین سخت اضطراب جماع کا ہوتا ہے۔ بیوی بھی حسین نوجوان اور صحیح القویٰ موجود ہے مگر ایک روزہ دار اس کے نزدیک نہین جاتا۔ کیون صرف اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤن گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہوگا۔ اس کی عدول حکمی ہوگی۔ ان باتون سے روزے کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر مین اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزین موجود ہین مگر اپنے مولا کی رضا کے لئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہین کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہین ان کی طرف نفس کو کیون راغب ہونے دیگا۔ رمضان شریف کے مہینے کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتین کیون نہ ہون مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہین کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے یایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ کہ روزہ تمہارے واسطے اس لئے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادۃ پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزون کو ایک وقت ترک کرتا ہے جنکو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے۔ صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولا کی اجازت نہین تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزون کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جنکی شریعت نے مطلق اجازت نہین دی اور وہ حرام کا کھاوے پیوے اور بدکاری مین شہوۃ کو پورا کرے تقوے کے لئے ایک جزئی بیان کی ہے آپس مین ایک دوسرے کا مال مت کھایا کرو +

حرام خوری کے اقسام

حرام خوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے مگر وہ اپنا کام سستی یا غفلت سے آقا کے منشاء کے موافق نہین کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دوکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکا دیتا ہے اسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس مین غور کرے کہ اگر کوئی اسیطرح کا معاملہ اس سے کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا وہ اسے پسند کرے گا ہرگز نہین جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لئے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے اس کے کاروبار مین ہرگز برکت نہ ہوگی۔ پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوۃ۔ دھوکہ۔ فریب) سے اس سے لینا چاہتا ہے تو یہ بھی مال بالباطل لیتا ہے ایک طبیب ہے۔ اس کے پاس مریض ہے اور محنت اور مشقت سے جو اس نے کمائی کی اس مین سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے یا ایک عطار سے دوا خریدتا ہے تو اگر طبیب اس کی طرف توجہ نہین کرتا اور ان کے لئے اس کا دل نہین تڑپتا۔ اور عطار عمدہ دوا نہین۔ اور جو کچھ اسے نقد ملگیا اسے غنیمت خیال کرتا ہے ایسی دوائین دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہوگئی ہین تو یہ سب مال بالباطل کھانیوالے ہین غرضیکہ سب اور حتی کہ چوڑھے وچمار بھی سوچین کہ کیا وہ اس امر کو روا رکھتے ہین کہ ان کی ضرورتون پر ان کو دھوکہ دیا جاوے اگر نہین پسند کرتے تو پھر دوسرے کیساتھ خود وہی ناجائز حرکت کرتے ہین روزہ ایک ایسی شئے ہے جو ان تمام بری باتون اور خیالون سے انسان کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے تقوے حاصل کرنے کی مشق سکھاتا ہے جو شخص کسی کا مال لیتا ہے وہ مال دینے والے کی اغراض کو ہمیشہ مد نظر رکھا کرے اور اسی کے مطابق اسے شئے دیوے۔

روزہ سے قرب الٰہی ہوتا ہے

روزہ جیسے تقوے سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا بھی یہ ذریعہ ہے اسی لئے اللہ تعالے نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔ یہ ماہ رمضان کی ہی شان مین فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ مین دعائیں مانگین تو میں قبول کرون گا لیکن ان کو چاہیے کہ میری باتون کو قبول کرین اور مجھے مانین۔ انسان جس قدر خدا کی باتین ماننے مین قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسا ہی اس کی باتین مانتا ہے لعلھم یرشدون۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتین مین ہے سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے

یسئلونک عن الاھلۃ کی شان نزول

صحابہ نے دیکھا کہ ایک ماہ رمضان کی عظمت اور شان اور اس مین قرب الٰہی کے حصول کے بڑے ذرائع موجود ہیں ان کے دل مین خیال گذرا کہ ممکن ہو کہ دوسرے مہینون مین بھی کوئی ایسی ہی اسرار مخفیہ و قرب الٰہی کے ذریعہ موجود ہون وہ معلوم ہو جاوین اور ہر ایک ماہ کے الگ الگ احکام کا علم ہو جاوے اس لئے انہون نے آنحضرت صلعم

سے عرض کیا کہ دوسرے چاند دن کے احکام اور عبادات خاصہ بھی بتادئے جاوین +

ہلال اور قمر کا تفاوت

یہان لفظ اہلہ کا استعمال ہوا ہو جو کہ ہلال کی جمع ہے بعض کے نزدیک تو پہلی دوسری اور تیسرے دن کے چاند کو اور بعض کے نزدیک ساتوین دن تک کے چاند کو ہلال کہتے ہین اور پھر اس کے بعد قمر کا لفظ اطلاق پاتا ہے احادیث مین جو مہدی کی علامات آئی ہین ان مین سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان مین چاند اور سورج کو گرہن لگے گا وہان چاند کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قمر ۱۳-۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو ہوتا ہے اور اس کے گرہن کی بھی یہی تاریخین مقرر ہین اس سے کم زیادہ نہین ہو سکتا - اور ایسے ہی سورج گرہن کے لئے بھی ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخ ماہ قمری کی مقرر ہے - غرضیکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنون کے رو سے مہدی کی علامت تھی - لیکن لوگون نے تحریف کر کے وہان قمر کے بجائے ہلال کا لفظ ڈالدیا ہے اور یہ ان کی غلطی ہے -

ہر ایک نیا چاند انسانی زندگی کی مثال مین ایک سبق دیتا ہو

صحابہ کرام کے اس سوال پر کہ اور چاندون کے برکات اور انوار سے ان کو اطلاع دی جاوے اللہ جلشانہ نے یہ جواب دیا قل ھی مواقیت للناس والحج یعنی جیسے ماہ رمضان تقوی سکھانے کی ایک شئے ہے ویسے ہر ایک مہینہ جو چڑھتا ہو وہ انسان کی بہتری کے لئے ہی آتا ہے انسان کو چاہئے کہ نئے چاند کو دیکھکر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر مین سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہین معلوم کہ آئندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہین پس جس قدر ہو سکے وہ خیر و نیکی کے بجالانے مین اور اعمال صالحہ کرنے مین دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے - برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اس کا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کے تاجر کو بڑی ہشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اس کی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہو ایسی ہی انسان کی زندگی کا حال ہے کہ برف کی مثال اس مین سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اس کا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ مین ہے ۶۰-۶۵-۷۰ سال جب گذر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا تو گویا وہ سب کے سب گھاٹ مین گئے - ہزارون نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو اپنے بیگانے مرتے ہین اپنے ہاتھون سے تم ان کو دفن کر کے آتے ہو اور یہ ایک کافی عبرت تمہارے واسطے وقت کے شناخت کرنیکی ہے اور نیا چاند تمہین سمجھاتا ہے کہ وقت گذر گیا ہے اور تھوڑا باقی ہے - اب بھی کچھ کر لو - لمبی لمبی تقریرین اور وعظ کرنے ایک رواج ہو گیا ہے ورنہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے ایک لفظ ہی کافی ہے کسی نے اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

پس ان روزانہ موت کے نظارون سے جو تمہاری آنکھون کے سامنے اور تمہارے ہاتھون مین ہوتے ہین عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ سے لُعبد اور کاہلی اور سستی مین وقت کو ضائع مت کرو - مطالعہ کرو اور خوب کرو کہ بچے سے لیکر جوان اور بوڑھے تک اور بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ جس قدر جاندار چیزین ہین سب مرتے ہین اور تم نے بھی ایک دن مرنا ہے - پس وہ کیسا بد قسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وقت کی کیسی قدر کرتے تھے کہ جب ان کو ماہ رمضان کے فضائل معلوم ہوئے تو معاً دوسرے مہینون کے لئے سوال کیا کہ قرب الٰہی کے اگر اور ذرائع بھی ہون تو معلوم ہو جاوین +

روح کا علاج ضروری ہو اور اسکا ایک ہی نسخہ ہے

میرے پاس بیمار آتے ہین ان کی اور اپنی حالت پر حیران ہوا کرتا ہون کہ جس جسم کے آرام کے لئے یہ اس قدر تکلیف برداشت کر کے اور اخراجات اور مصائب سفر کے زیر بار ہو کر میرے پاس آتے ہین اُسے یہ آج نہین تو کل اور کل نہین تو پرسون ضرور چھوڑ دین گے - لیکن پھر بھی ذرا سے دکھ سے آرام پانے کے لئے ترک وطن کرتے ہین عزیز و اقارب کو چھوڑتے ہین اور ان کی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جسطرح ہو تب جلدی ٹوٹ جاوے - لیکن روح کی بیماری کی کسی کو فکر نہین ہے اس کے واسطے نہ کوئی تڑپ - نہ رنج نہ الم - حالانکہ جانتے ہین کہ مرنے کے بعد اعمال کے جواب دہ ہون گے اور یہان بھی برابر ہوتے رہتے ہین آتشک والے مریض کو اس کے اعمال کی جو پاداش ملتی ہے وہی اُسے خوب جانتا ہے اسیطرح بدنظری اور بدکاری کی عادتین جو پڑتی ہین پھر انسان ہزار جتن کرے ان کا دور ہونا بغیر خاص فضل الٰہی کے بہت مشکل ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے دکھ دینے والے نتیجے اسے برداشت کرنے پڑتے ہین - جب یہ حال ہے اور جسم کے ادنیٰ ادنیٰ سی ایذا کی تم کو فکر ہے تو روح کا کیون فکر نہین کرتے - روح کی بیماریون کی علاج کا ایک ہی نسخہ ہے جسکا نام قرآن شریف ہے اس مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بدکار لوگ کہین گے

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

کہ اگر ہم خدا کے فرستادون کی باتون کو کان دھر کر سنتے اور عقل سے کام لیتے تو آج ہم دوزخیون مین سے نہ ہوتے یہ حسرت اُن کو کیون ہو گی صرف اس لئے کہ وقت ان کے ہاتھ سے نکل گیا اور اب پھر ہاتھ نہین آسکتا - پس روح کی بیماری کا یہی علاج ہے کہ وقت کو ہاتھ سے نہ گنواوے اور اس نور اور شفا کتاب قرآن شریف پر عمل درآمد کرے اپنے حال اور قال اور حرکت اور سکون مین اُسے دستور العمل بنا وے -

واعظون اور سامعین کے مدارج

عبرت پکڑنے مین دو مرحلے اوپر بیان کر آیا ہون تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ واعظ کا وعظ انسان کی ہدایت کے لئے کافی نہین ہوتا آج سے کئی سو برس پیشتر ایک تجربہ کار کہتا ہے - شعر

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

میری طرح بہت سے واعظ کھڑے ہوتے ہین بہت سے ان مین سے ایسے ہوتے ہین کہ ان کی نیت روپیہ بٹورنے کی ہوتی ہے بہت سے ایسے کہ لوگ ان کی وعظ اور تقریر کی تعریف کرین اور بعض ایسے بھی ہوتے ہون گے جو کہ محض خدا کے واسطے وعظ کرتے ہون - اسیطرح سننے والون کا حال ہے مین طبیب ہون اس لئے بعض لوگ صرف اسی لحاظ سے وعظ سنتے ہون گے کہ ان کا علاج اچھی طرح کر دون اور کسی کی کچھ اور کسی کی کچھ غرض ہو گی اور بعض ایسے بھی ہون گے کہ محض خدا کے لئے سنتے ہون - غرض وعظون کے سننے اور سنانے والے مختلف اغراض لئے ہوتے ہین جو خدا کے لئے سنتے اور سناتے ہین - ان کو چھوڑ کر باقیون کے لئے یہ علم بڑی مشکلات کا موجب ہوتا ہو اور وبال جان ہوتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہوتی ہے اور انسان سن یا سنا کر خود ہی اس مین پھنس جاتا ہے - عالمون سے قیامت کے دن سوال ہو گا کہ تم خود اپنے عمل پر عامل تھے کہ نہین تم تکبر کا وعظ کرتے تھے - لیکن خود تکبر سے خالی نہ تھے - تم بغض اور کینہ سے بچنے کی نصیحت لوگون کو کرتے تھے مگر خود نہین بچتے تھے - تم ریاکاری سے لوگون کو روکتے تھے - مگر خود نہین رکتے تھے یہ روحانی بیماریان ہین جن کا علاج انسان کے لئے ضروری ہو - چاہئے کہ علم کے مطابق تمہارا عمل ہو +

سے عرض کیا کہ دوسرے چاندوں کے احکام اور عبادات خاصہ بھی بتا دیے جاویں +

ہلال اور قمر کا تفاوت

یہاں لفظ اہلہ کا استعمال ہوا ہے جو کہ ہلال کی جمع ہے بعض کے نزدیک تو پہلی دوسری اور تیسرے دن کے چاند کو اور بعض کے نزدیک ساتویں دن تک کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور پھر اس کے بعد قمر کا لفظ اطلاق پاتا ہے احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا وہاں چاند کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور علی وجہ کا قمر ۱۳-۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو ہوتا ہے اور اس کے گرہن کی بھی یہی تاریخیں مقرر ہیں اس سے کم زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے ہی سورج گرہن کے لئے بھی ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخ ماہ قمری کی مقرر ہے۔ غرضیکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں کے رو سے مہدی کی علامت تھی۔ لیکن لوگوں نے تصرف کر کے وہاں قمر کے بجائے ہلال کا لفظ ڈالدیا ہے اور یہ ان کی غلطی ہے۔

ہر ایک نیا چاند انسانی زندگی کی مثال میں ایک سبق دیتا ہے

صحابہ کرام کے اس سوال پر کہ اور چاندوں کے برکات اور انوار سے ان کو اطلاع دی جاوے اللہ جلشانہ نے یہ جواب دیا قل ھی مواقیت للناس والحج یعنی جیسے ماہ رمضان تقوی سکھانے کی ایک شے ہے ویسے ہر ایک مہینہ چڑھتا ہے وہ انسان کی بہتری کے لئے ہی آتا ہے انسان کو چاہیئے کہ نئے چاند کو دیکھکر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہیں معلوم کہ آئندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہیں پس جس قدر ہو سکے وہ خیر و نیکی کے بجالانے میں اور اعمال صالحہ کرنے میں دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اس کا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کے تاجر کو بڑی ہوشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اس کی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہے ایسی ہی انسان کی زندگی کا حال ہے کہ برف کی مثال اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اس کا تاجر یعنے انسان ہر وقت خسارہ میں ہے ۵۰، ۶۰، سال جب گذر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا تو گویا وہ سب کے سب گھاٹے میں گئے۔ ہزاروں نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو اپنے بیگانے مرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے تم ان کو دفن کر کے آتے ہو اور یہ ایک کافی عبرت تمہارے واسطے وقت کے شناخت کر سکتی ہے اور نیا چاند نہیں سمجھاتا ہے کہ وقت گذر گیا ہے اور تھوڑا باقی ہے۔ اب بھی کچھ کر لو۔ لمبی لمبی تقریریں اور وعظ کرنے ایک رواج ہو گیا ہے ورنہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے ایک لفظ ہی کافی ہے کسی نے اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

پس ان روزانہ موت کے نظاروں سے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے اور تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور کاہلی اور سستی میں وقت کو ضائع مت کرو۔ مطالعہ کرو اور خوب کرو کہ بچے سے لیکر جوان اور بوڑھے تک اور بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ جس قدر جاندار چیزیں ہیں سب مرتے ہیں اور تم نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ پس وہ کیسا بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وقت کی کیسی قدر کرتے تھے کہ جب ان کو ماہ رمضان کے فضائل معلوم ہوئے تو جھٹ دوسرے مہینوں کے لئے سوال کیا کہ قرب الٰہی کے اگر اور ذرائع بھی ہوں تو معلوم ہو جاویں +

روح کا علاج ضروری ہے اور اسکا ایک ہی نسخہ ہے

میرے پاس بیمار آتے ہیں ان کی ادنیٰ حالت پر حیران ہوا کرتا ہوں کہ جس جسم کے آرام کے لئے یہ اس قدر تکلیف برداشت کر کے اور اخراجات اور مصائب سفر کے زیر بار ہو کر میرے پاس آتے ہیں اُسے یہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو برسوں ضرور چھوڑ دیں گے۔ لیکن پھر بھی ذرا سے دکھ سے آرام پانے کے لئے ترک وطن کرتے ہیں عزیز و اقارب کو چھوڑتے ہیں اور ان کی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جسطرح ہو تب جلدی ٹوٹ جاوے۔ لیکن روح کی بیماری کی کسی کو فکر نہیں ہے اس کے واسطے نہ کوئی تڑپ نہ رنج نہ الم۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد اعمال کے جواب دہ ہوں گے اور یہاں بھی برابر ہوتے رہتے ہیں آتشک والے مریض کو اس کے اعمال کی جو پاداش ملتی ہے وہی اُسے خوب جانتا ہے اسیطرح بدنظری اور بدکاری کی عادتیں جو پڑی ہیں پھر انسان ہزار جتن کرے ان کا دور ہونا بغیر خاص فضل الٰہی کے بہت مشکل ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے دکھ دینے والے نتیجے اسے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جب یہ حال ہے اور جسم کے ادنیٰ ادنیٰ سی ایذا کی تم کو فکر ہے تو روح کا کیوں فکر نہیں کرتے۔ روح کی بیماریوں کی علاج کا ایک ہی نسخہ ہے جسکا نام قرآن شریف ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بدکار کہیں گے

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر

کہ اگر ہم خدا کے فرستادوں کی باتوں کو کان دھر کر سنتے اور عقل سے کام لیتے تو آج ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے یہ حسرت اُن کو کیوں ہو گی صرف اس لئے کہ وقت ان کے ہاتھ سے نکل گیا اور اب پھر ہاتھ نہیں آ سکتا۔ پس روح کی بیماری کا یہی علاج ہے کہ وقت کو ہاتھ سے نہ گنواوے اور اس لاریب شفا کتاب قرآن شریف پر عمل دمادم کرے اپنے حال و قال اور حرکت و سکون میں اُسے دستورالعمل بناوے۔

واعظوں اور سامعین کے مدارج

عبرت پکڑنے میں دو مرحلے اوپر بیان کر آیا ہوں تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ واعظ کا وعظ انسان کی ہدایت کے لئے کافی نہیں ہوتا آج سے کئی سو برس پیشتر ایک تجربہ کار کہتا ہے۔ شعر

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

میری طرح بہت سے واعظ کھڑے ہوتے ہیں بہت سے ان میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی نیت روپیہ بٹورنے کی ہوتی ہے بہت سے ایسے کہ لوگ ان کی وعظ اور تقریر کی تعریف کریں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہوں گے جو کہ محض خدا کے واسطے وعظ کرتے ہوں۔ اسیطرح سننے والوں کا حال ہے میں طبیب ہوں اس لئے بعض لوگ صرف اسی لحاظ سے وعظ سنتے ہوں گے کہ ان کا علاج اچھی طرح کر دوں اور کسی کی کچھ اور کسی کی کچھ غرض ہو گی اور بعض ایسے بھی ہوں گے کہ محض خدا کے لئے سنتے ہوں۔ غرض وعظوں کے سننے اور سنانے والے مختلف اغراض لئے ہوتے ہیں جو خدا کے لئے سنتے اور سناتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر باقیوں کے لئے یہ علم بڑی مشکلات کا موجب ہوتا ہے اور وبال جان ہوتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہوتی ہے اور انسان سن یا سنا کر خود ہی اس میں پھنس جاتا ہے۔ عالموں سے قیامت کے دن سوال ہو گا کہ تم خود اپنے عمل پر عامل تھے کہ نہیں تم اوروں کو وعظ کرتے تھے۔ لیکن خود تکبر سے خالی نہ تھے۔ تم بغض اور کینہ سے بچنے کی نصیحت لوگوں کو کرتے تھے مگر خود نہیں بچتے تھے۔ تم ریاکاری سے لوگوں کو روکتے تھے۔ مگر خود نہیں رکتے تھے یہ روحانی بیماریاں ہیں جن کا علاج انسان کے لئے ضروری ہے۔ چاہیئے کہ علم کے مطابق تمہارا عمل ہو +

ایک مزکی النفس انسان سے مستفید ہونے کی راہ

لوگون کے اندر کمزوریان بھی ہوتی ہین اس لئے خدا کی رحمت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ وہ ان کے لئے ایک مزکی نفس انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اپنے نفس اور خواہش سے کچھ نہین کرتا خدا کے بلائے بولتا ہے اس کی زبان خدا کی زبان ہوتی ہے اس کی آنکھیں خدا کی آنکھین یا خدا کی آنکھین اس کی آنکھین ہوتی ہین اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ یا خدا کے ہاتھ اس کے ہاتھ ہوتے ہین وہ خدا کی طرف سے آتا ہے اور ایک مقناطیسی قوت اپنے اندر رکھتا ہے تا کہ لوگ اس سے اپنا تعلق پیدا کر کے اپنے اپنے نفوس کا تزکیہ کرین اور یہ تعلق ایسا مضبوط ہو جیسے ایک درخت کی شاخ پورے طور پر اپنے تنے سے پیوستہ ہوتی ہے ایسا ہی یہ بھی صدق و صفا اور اخلاص اور پوری اطاعت کے ساتھ اس کے ساتھ پیوستہ ہو تو تزکیہ کی اس روح سے جو اس مزکی کے اندر ہوتی ہے فائدہ اٹھا سکیگا ورنہ اس کا نشوونما ہرگز ممکن نہین ہے +

ماہ شوال نبوۃ کا چاند ہی

پس وقت کی قدر کرو اور ہر ایک چاند جو تمہاری روح کے لئے ایک وقت اور فرصت لاتا ہے اس سے نصیحت سیکھو جو چاند تم نے کل دیکھا ہی وہ گویا نبوت کے اول سال کا چاند ہے کیونکہ قرآن شریف کا نزول اسی ماہ شوال کے ماقبل رمضان مین شروع ہوا اس لئے یہ چاند نور اس کے پہلے کا چاند ہر ایک مومن کے لئے خیر و برکت کا موجب ہے حدیث شریف مین وارد آتا ہے کہ انسان چاند دیکھے تو کہے۔

هلال خیر و رشد هلال خیر و رشد

اللهم اهله علینا بالامن والامان

والسلامة والاسلام

پس چاہیے کہ روحانی پرورش کے لئے ہم سچا تعلق مزکی کے ساتھ پیدا کرین وہ اب موجود ہے جس کی انتظار ۱۳۰۰ برس سے ہو رہی تھی۔

حقیقت حج و جماعت

والحج پھر فرمایا کہ چاند حج کے وقت کی بھی خبر دیتا ہی جو اسلام کا ایک اعلی رکن ہے۔ باوجود اس کے کہ نوٹس اور اشتہارون کی کثرت ہوتی ہے اور ہر جگہ مجلسین اور سوسائٹین جوش و خروش سے قائم ہو رہی ہین مگر پھر بھی دنیا مین کوئی ایسی مجلس دید و شنید مین نہین آئی جس کے ممبر ۵ وقت جمع ہوتے ہون مگر جناب الٰہی نے اطاعت اور طہارت کے ساتھ ۵ وقت جمع ہونے اور ملکر اس کی عظمت و جبروت کو بیان کرنا مسلمانون کا فرض کر دیا ہے کوئی شہر اور قصبہ نہ دیکھو گے جس کے ہر محلہ مین اسلام کی یہ پنچگانہ کمیٹی نہ ہوتی ہو۔ لیکن اس روزانہ پانچ وقت کے اجتماع مین اگر تمام باشندگان شہر کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا جاتا تو یہ ایک کی تکلیف مالا یطاق ہوتی۔ اس لئے تمام شہر کے رہنے والے مسلمانون کے اجتماع کے لئے ہفتہ مین ایک دن جمعہ کا مقرر ہوا پھر اسیطرح قصبات اور دیہات کے لوگون کے اجتماع کے لئے عید کی نماز تجویز ہوئی اور پھر یہ ایک بڑا اجتماع تھا اس لئے عید کا جلسہ شہر کے باہر میدان مین تجویز ہوا لیکن اس سے پھر بھی کل دنیا کے مسلمان میل ملاپ سے محروم رہتے تھے اس لئے کل اہل اسلام کے اجتماع کے لئے ایک بڑے صدر مقام کی ضرورت تھی تا کہ مختلف بلاد کے بھائی اسلامی رشتہ کے سلسلہ مین یکتا باہم ملجاوین لیکن اس کے لئے چونکہ ہر فرد و بشر مسلمان اور امیر و فقیر کا شامل ہونا محال تھا اس لئے صرف صاحب استطاعت منتخب ہوئے تا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر تبادلہ خیالات کر دین اور مختلف خیالات و دماغون کا ایک اجتماع ہو اور سب کے سب ملکر خدا تعالے کی عظمت و جبروت کو بیان کرین۔ حج مین ایک کلمہ کہا جاتا ہے لبیک لبیک

اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مولا تیرے حکمون کی اطاعت کے لئے اور تیری کامل فرمانبرداری کے لئے مین تیرے دروازہ پر حاضر ہون۔ تیرے احکام اور تعظیم مین مین کسی کو شریک نہین کرتا۔ غرضیکہ یہ حقیقت ہے مذہب اسلام کی جسکو مختصر الفاظ مین بیان کیا گیا ہے پھر دن مین پانچ دفعہ کل مسلمانون کو اللہ اکبر کے لفظ سے بلایا جاتا ہے۔ کوئی نادان اسلام پر کیسے ہی اعتراض کرے کہ ان کا خدا ایسا ہے ویسا ہے مگر وہ خدا تعالے کے لئے اکبر سے بڑھکر لفظ وضع نہین کر سکتا۔ نماز کے لئے بلاتے ہین تو اللہ اکبر سے شروع کرتے ہین اور ختم کرتے ہین تو رحمۃ اللہ کے لفظ پر +

حج کے برکات مین سے ایک یہ تعلیم ہے جو کہ اس کے ارکان سے حاصل ہوتی ہی کہ انسان سادگی اختیار کرے اور تکلفات کو چھوڑ دے۔ اس کے ارکان کبر و بڑائی کے بڑے دشمن ہین دور و دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے احباب اور اقارب چھوٹتے ہین سستی اور نفس پروری کا استیصال ہوتا ہے اور سب سے بڑھکر ایک بات یہ ہے کہ ہزارون ہزار سال سے ایک معاہدہ چلا آتا ہے وہ یہ جناب الٰہی کی حضور حاضر ہو کر منظور کرتا ہے اور بہت سی دعائین مانگتا ہی

محدود عقل اور خواہش کے محدود نتائج

ولیس الهم انسان کو ایک زبردست طاقت کا خیال ہمیشہ رہتا ہے اور یہ انسانی فطرۃ کا خاصہ ہے ہر ایک مذہب مین جناب الٰہی کا عظمت و جبروت ضرور مانا جاتا ہے جو لوگ اس سے منکر ہین وہ بھی مانتے ہین کہ ایک عظیم الشان طاقت ضرور ہے جس کے ذریعہ سے یہ نظام عالم قائم ہے اس کے قرب کے حاصل کرنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہین بعض کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ جسمانی سامان حاصل کر کے جسمانی آرام حاصل کیا جاوے۔ جیسے ایک دوکاندار کی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ اس کا گاہک واپس نجاوے۔ ایک اہل کب ایک دو روپیہ کما کر پھولا نہین سماتا۔ لیکن ایسے لوگ انجام کار کوئی خوشحالی نہین پاتے وجہ یہ ہے کہ ان کی خواہش محدود ہوتی ہے۔ اس لئے محدود فائدہ اٹھاتے ہین اور محدود خیالات کا نتیجہ پاتے ہین۔ بعض اس سے زیادہ کوشش کرتے ہین اور ان پر خواب اور کشف کا دروازہ کھلتا ہے اس قسم کے لوگون مین بھلائی اور اخلاق سے پیش آنیکا خیال و ارادہ بھی ہوتا ہے۔ مگر چونکہ ان کی عقل بھی محدود ہوتی ہے اس لئے ان کی راہ بھی محدود ہوتی ہے ایک حد کے اندر اندر رہتے ہین اور ان کو نتیجہ بھی محدود الفطرۃ ملتے ہین۔ تیسری قسم کے وہ لوگ کہ کوئی بھلائی ان کی نظر مین بھلی اور برائی بری کسی محدود خیال سے نہین ہوتی بلکہ ان کی نظر وسیع اور اوس بات پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالے کی ذات وراء الورا ہے کوئی عقل اور علم اسے محیط نہین بلکہ کل دنیا اس کی محاط ہے اس کی رضا مندی کی راہون کو کوئی نہین جان سکتا بجز اس کے کہ وہ خود کسی پر ظاہر کرے۔ یہ نظر انبیا اور رسول اور ان کے خلفائے راشدین کی ہوتی ہے وہ نہ خود تجویز کرتے ہین اور نہ دوسرے کی تراشیدہ تجاویز مانتے ہین بلکہ خدا کی بتلائی ہوئی راہون پر چلتے ہین۔ عرب کے نادانون کو خیال تھا کہ جب وہ گھر سے حج کے لئے نکلین اور پھر کسی ضرورت کے لئے ان کو واپس گھر آنا پڑے تو گھر دن کے دروازون مین سے داخل ہونا وہ معصیت خیال کرتے تھے اور

پیچھے سے چھتوں پر سے ٹاپ کر آیا کرتے تھے اور اسے ان لوگوں نے نیکی خیال کر رکھا تھا خدا تعالے فرماتا ہے کہ یہ باتیں نیکی میں داخل نہیں ہیں بلکہ نیکی کا وارث تو ہر ایک متقی ہے تم اپنے گھروں میں دروازوں کے راہوں سے داخل ہوا کرو اور تقوے اختیار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس روح کو ابد الاباد ضرور نئیں ہیں جس کی کسی کو خبر نہیں۔ اور مرکر جس ملک میں لوگ جاتے ہیں وہاں سے مرکر آج تک کوئی نہیں آیا جو یہ بتلاوے کہ وہاں کے لئے کس قسم کے سامان کی ضرورت ہے۔ کھانے پینے۔ لباس اور آسائش کے واسطے کیا کیا انسان ساتھ لیجاوے۔ گذشتہ زمانے کی نسبت تو لوگوں کے بڑے بڑے دعوے ہیں اور بعض مذاہب اپنی قدامت پر بڑا فخر و ناز کرتے ہیں آریہ کہتے ہیں کہ ہم ہزارہا برس سے ہیں اور جین مذہب والے ان سے بھی زیادہ قدامت میں قدم مارتے ہیں اور زردشت کے ماننے والوں نے تو حد ہی کر دی کہ سنکھ کے پہلے سترہ صفر بڑہا دئے۔

غرضیکہ گذشتہ تاریخ کے دیکھنے میں انسانوں نے بڑے دعوے کئے ہیں ایسے ہی اسٹرالوجی علم نجوم میں دور دور کے ستاروں کی تحقیق کی گئی ہے اور عجیب عجیب خواص اور ہیئت ان کی دریافت کی ہے۔ قدامت میں وہاں تک اور دوربینی میں یہاں تک نوبت پہونچائی ہے جیالوجی والوں نے زمین کے اندر بڑے بڑے غوطے لگائے مگر ایک سکنڈ کے بعد کیا ہونیوالا ہے کوئی نہیں بتاتا۔ اور جب ایک سکینڈ کے بعد کی خبر نہیں بتلائی جاتی تو مرکر کیا ہونا ہے اور کیا کیا مرحلہ پیش آتے ہیں اس کی خبر کون دے صرف خدا تعالے کی ہی ایک ذات ہے جو اس کی خبر دیسکتی ہے اور کوئی نہیں وہی بتلاتا ہے کہ مرنے کے بعد تم کو فلاں فلاں امور کی ضرورت ہے اور تم کو اس ولایت میں بود و باش کے لئے فلاں فلاں قسم کا سامان درکار ہے۔ یہ خبر انبیاؤں۔ ان کے خلیفوں اور ماموریں کے ذریعہ ملتی ہے اور جو کچھہ وہ بتلاتے ہیں وہ خدا سے خبر پاکر بتلاتے ہیں ورنہ بذاتِ خود غیب کی کنجی نہیں ہوتے۔

رضائے الہی کی وہی راہ ہوتی ہے جسے اللہ تعالے اپنے برگزیدوں کی معرفت بیان کرے اور خوش قسمتی سے ہمارا امام ان سب سے واقف ہے اور وہ بتلا سکتا ہے کہ تم کس طرح خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہو لیکن جو شخص اپنی طرف سے کوئی راہ تجویز کرتا ہے اور بلا کسی الہی سند کے وہ کہتا ہے کہ اس سے خدا راضی ہوگا وہ نفس دہوکہ دیتا ہے خدا تعالی کی راہوں کا علم انسان کو تقوی کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ کہ تم تقوی اختیار کرو اللہ تعالی تم کو علم عطا کریگا جس سے تم اس کی رضا کی راہوں پر چل سکو گے۔ تقوی یہی ہے کہ انسان بالکل خدا تعالے کا ہو جاوے اس کا اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا ہر ایک حرکت اور سکون خدا کے لئے ہو جب وہ ہمہ تن اپنے وجود اور ارادوں کو خدا کے لئے بنادے گا۔ تو پھر خدا تعالے بھی اس کا بنجاویگا

من کان للہ کان اللہ لہ

یہ وقت قابل قدر ہے

میں نے اوپر ذکر کیا تھا کہ چاندوں کے ذریعہ سے انسان کو وقت کی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ اس کی گذشتہ اور آئندہ عمر کا سبق دیتے ہیں اسیطرح ہر ایک بات کا ایک وقت مقررہ ہوتا ہے وہ جب ہاتھہ سے نکل جاتا ہے تو پھر ہاتھہ آیا کرتا دیکھو کل شام تک ایک وقت تھا اور اس کے دن میں تندرست اور مقیم کے لئے کھانا پینا حرام تھا لیکن جب وہ وقت ختم ہوگیا تو اس کے احکام اور برکات بھی ختم ہو گئے۔ آج ایک وقت ہے کہ اس کا حکم کل سے بالکل متضاد ہے۔ اگر کل تندرست اور مقیم کے لئے کھانا پینا دن میں حرام تھا تو آج اس کے واسطے نہ کھانا نہ پینا حرام ہے ہماری آنکھہ کان ناک۔ دست و پا سب کچھہ وہی ہیں جو کل تھے لیکن تقوے اطاعت اور حکم برداری کے لحاظ سے کل اور آج میں کس قدر تفرقہ ہے۔ اسیطرح خدا تعالی نے حج۔ عید۔ نماز۔ کھانے۔ پینے۔ سونے۔ جاگنے وغیرہ کے وقت مقرر کئے ہیں اور جب وقت پر ایک کام حسب رضائے الہی بجا لایا جاتا ہے تو وہ فضل اور برکات کا موجب ہوتا ہے۔ کل روزہ رکھنے کا ثواب تھا اور آج عذاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اور بندگی دراصل اطاعت کا نام ہے اگر اس میں احکام الہی کی اطاعت نہ ہو تو وہی عبادت حرام اور قبیح ہو جاتی ہے اس سے ایک سبق حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہر ایک بات کے لئے ایک وقت ہوتا ہے ایسے ہی کامل متقی بننے کے لئے ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وہ وقت ہوتا ہے جب خدا کی طرف سے کوئی اس کا خلیفہ دنیا میں آیا ہو سو یہ بھی وہی وقت ہے۔ جب وقت ہاتھہ سے نکل گیا تو پھر ہاتھہ نہیں آتا۔ موت کا دروازہ تو کسی انسان کے لئے بند نہیں ہے۔ حضرت محمد صلعم سید الرسل خاتم الانبیاء ہیں جن لوگوں نے آپکا زمانہ پایا وہ آپ پر ایمان لائے اور متقی بنے لیکن آخر آپ فوت ہوئے اور ہمیشہ کے لئے ان لوگوں میں نرہے ہاں آپکے انفاس طیبہ دیر تک رہے اور رہیں گے۔ اور یہ ہر ایک نبی اور مامور کے ساتھہ خدا کا فضل ہوتا ہے کہ کسی کے انفاس طیبہ بہت دیر تک رہتے ہیں۔ کسی کے تھوڑی دیر تک۔ لیکن وہ بذاتِ خود ان میں نہیں رہتا۔ دیکھو جس مسیح کو دو ہزار برس سے زندہ کہتے تھے آخر وہ بھی مردہ ثابت ہوا اس کے پجاریوں نے اسے آسمان پر زندہ کہا مگر زمین نے مردہ ہی ثابت کیا اور اس کے انفاس بھی بالکل مرگئے تعلیم کا یہ حال ہوا کہ خدا کا بیٹا بنایا گیا۔ اسی لئے ہماری تعلیم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھہ عبدہ ورسولہ کا لفظ ازیاد ہوا کہ کہیں سابقہ قوموں کیطرح گمراہ ہوکر متبوع کو خدا نہ بنا بیٹھیں۔ اور جب خدا تعالے کی توحید کا بیان کریں تو ساتھہ ہی ساتھہ آپ کی عبودیت کا بھی ذکر کر دیا جاوے۔ اگر ایسی تعلیم عیسائیوں کے ہاتھہ ہوتی تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔ میں وقت کا ذکر کر رہا تھا پس تم کو چاہئے کہ وقت کا خیال رکھو۔ یہ عید الفطر آج ہے پھر جو زندہ رہے تو دوسرے سال اسے پاوے گا امام کے ماننے کا بھی یہ وقت ہے جب کہ وہ زندہ موجود ہے اگر اس وقت نہ مانا تو پھر پچھتاؤ گے۔

مومنوں پر تین وقت

ہر ایک مامور کے ماننے والوں پر تین وقت ہوا کرتے ہیں اور صحابہ پر بھی وہ وقت تھے ایک تو مکہ کا جبکہ آنحضرت صلعم کو ہر طرف سے دکھہ دیا جاتا تھا جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور اس وقت آپ کو بعض لوگوں نے مانا۔ دوسرا وہ جبکہ آنحضرت صلعم مدینہ میں ابتدائً آئے اور بعض لوگ آپ پر ایمان لائے۔ تیسرا وہ وقت جب کہ صحابہ کرام دنیا کے فاتح ہو رہے تھے اور ملک پر ملک آپکے قبضہ میں آرہا تھا اب سوچ لو کہ ان تین وقتوں میں جن جن لوگوں نے مانا اور خرچ کیا۔ کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں۔ فتح مکہ سے اول جن لوگوں نے خرچ کیا تھا ان کی نسبت خود آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اب جو لوگ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کریں تو ان کی وہ قدر نہیں ہو سکتی جو کہ فتح مکہ سے اول ایک جو کی مٹھی دینے والے کے ہو سکتی ہے۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے مقام اور ان کا وقت

خالد بن ولید جیسے فاتح کے سامنے یہ فقرہ کہا تھا کہ تمہاری

شمس الدین

خدمات اور فتوحات ان لوگون کے ہم پلہ ہرگز نہین ہوسکتین جو کہ فتح مکہ سے پیشتر ایمان لائے اور ان کی ان کے سامنے کچھ قدر ہے پس یاد رکھو کہ امام کے ماننے کا ایک وقت ہوتا ہے اُسے ہاتھ سے کھونا دانائی نہین ہے اور اس کے ساتھ ہوکر خرچ کرنے مین بڑی برکات ہوتی ہین اور اس خرچ کا یہی وقت ہے اگر تم کروگے تو خدا اس کا اجر اپنے ذمے نہ رکھے گا اسکی لئے خدا نے ہر ایک سلیم فطرت مین ایک نظیر رکھدی ہے کہ جب کوئی کسی سے سلوک کرے یا نیکی کرے تو ایک سلیم الفطرة انسان کبھی گوارا نہین کرتا کہ اُسے بدلا نہ دیا جاوے اور دل مین اس کی عظمت گھر کرے تو اب سوچ لو جس نے فطرة مین یہ بات رکھدی ہے وہ آپ کیسے گوارا کرے گا کہ کسی کی نیکی کا بدلہ نہ دے وہ بڑا غنی ہے اس کی راہ مین اس کی رضامندی کے لئے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ ضرور بدلہ دیتا ہے۔ لمبے لمبے وعظ و نصیحت مین کیا کرون۔ مین مجدد۔ ملہم۔ مامور۔ یا مسیح نہین ہون جو ہے اس نے کشتی نوح بناکر تمہارے آگے رکھدی ہے وہ جدھر بلانا چاہتا ہے ادھر جانا تو درکنار ہمارا تو رخ بھی ابھی اس طرف نہین ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مین نے بڑے بڑے خاردار جنگل جن مین لوہے کے کانٹے ہین اور دشوار گذار ہین طے کرنے ہین نازک پاؤن والے میرے ساتھ نہین چل سکتے پھر مین نے اُسے یہ بھی کہتے سنا ہے کہ جس چشمہ پر مین تم کو بلانا چاہتا ہون اس مین سے ابھی کسی نے پانی نہین پیا اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ بہت سی باتین کہنے کے لائق ہین مگر مین تم مین ان کی قبولیت اور برداشت کا مادہ نہین پاتا اس لئے نہین کہتا پس اگر یہ سب باتین تمہارے کام نہین آتین اور تم کو نفع نہین بخشتین تو میرا کورا بیان کیا فائدہ دیسکتا ہے اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ اس وقت کی قدر کرو۔ اگر یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہزارون برس کے انتظار کے بعد بھی نہ ملے گا۔ خرچ کرنے کا اور نفس کے تزکیہ حاصل کرنے کا یہی وقت ہے۔ نفس کا تزکیہ امام کے ساتھ ہوکر مال خرچ کرنے سے بھی ہوا کرتا ہے وہ اب موجود ہے اور اس سے پیوند ہونے کا موقع ہے اگر یہ چلا گیا تو میرے جیسے واعظون کا کیا ہے ۱۳۰۰ سو برس سے وعظ ہوتے ہی آئے ہین دعا کرو اور وقت کا مطالعہ کرو اور خدا سے قوت طلب کرو کہ وہ ان باتون کی توفیق عطا کرے*

مثلاً خرچ کرنے کے یہان بڑے موقع ہین مہمان خانہ ہے۔ لنگر خانہ ہے کالج ہے مدرسہ ہے۔ مطبع ہے۔ پھر بعض لوگ آتے ہین لیکن وہ بے خرچ ہوتے ہین ان کو خرچ کی ضرورت پڑتی ہے بعض دولتمند بھی آتے ہین اور مین نے اکثر دفعہ لوگون کو کہا ہے کہ وہ اگر اپنا سامان وغیرہ میرے حوالہ کرکے رسید لیلیا کرین کہ گم نہ ہوا کرے مگر وہ ایسا نہین کرتے اور ان کا سامان گم ہوجاتا ہے اور امداد کی ضرورت ان کو آن پڑتی ہے اور بعض ایسے ہین کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ کے لئے یہان رہتے ہین پھر دو اخبارین بھی ہین اگرچہ ان کے مہتمم اپنے فرائض کو کما حقہ بجا نہین لاتے۔ مگر تاہم ان کا ہونا غنیمت ہے خدا تعالے فرماتا ہے فان لم یصبہا وابل فطل پ ۳ ع ۴ تو ان سب اخراجات کو مد نظر رکھنا اور ان موقعون پر خرچ کرنا چاہیئے جو اہم امور ہین وہان اہم اور جو اس سے کم ہین وہان کم درجہ بدرجہ ہر ایک کا خیال رکھو*

اس وقت اور خرچ کی یہ مثال ہے جیسے ایک کسان تھوڑے سے دانے بیج کر اور کھیت کو خدا کے سپرد کرکے چلا آتا ہے اور اگرچہ ان مین سے کچھ ضائع ہوتے ہین۔ پرندے کھاتے ہین لیکن پھر بھی منون غلہ ان سے پیدا ہوتا ہے مگر بے وقت بیج بونے سے وہ پیداوار محال ہے جو وقت پر بیج بونے سے حاصل ہوسکتی ہے غرضیکہ ہر ایک چاند کو غنیمت جانو اور اپنی بہتری کنبہ کی بہتری۔ خلق اللہ کی بہتری کو ہر وقت مد نظر رکھو اور نیک سلوک سے سب سے پیش آؤ اس وقت جو مراتب تم کو ملسکتے ہین پھر نہین ملین گے۔ اب ایک پیسہ سے جو کام نکلتا ہے وہ پھر ہزارون کے خرچ سے نہ نکلے گا خدا سے قوت مانگو کہ وہ نیکی کرنے کی اور بدی کو ترک کرنے کی توفیق دیوے جس قدر بچے یہان بورڈنگ مین رہتے ہین وہ سب ہمارے بچے ہین ان کے لئے دعا کرو کہ سچے علوم مین ترقی کرین اور نیک بنین*

بقیہ الہام
جو نمبر ۱ کے آخری نصف مین ہو سکے، ہماری فتح۔ ہمارا غلبہ
ظفر من اللہ و فتح مبین
ظفر و فتح من اللہ*

خدا کا پاک کلام

جو کہ دورانِ مقدمہ مین بمقام گورداسپور اس کے برگزیدہ حضرة مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوة والسلام "پر نازل ہوا

۱۸ دسمبر سنہ ۰۳ء

(۱) کلکم ذاہب

(۲) ضرور کامیابی

(۳) اکمل اللہ کل مقصدی

(۴) کل امری کُمِلَّ

(۵) انی مع الرسول اقوم وانصدک وا ردم

(۶) انت معی وانا معک

(۷) ا رحمک ولا اجیحک

۱۹ دسمبر سنہ ۰۳ء

(۱) کبر عند اللہ موت ہذا الرجل

(۲) رویا مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے زلزلہ کا ایک دھکا۔ مگر مین نے کوئی زلزلہ محسوس نہین کیا نہ دیوار و مکان ہلتا دیکھا بعدازان الہام ہوا

ان اللہ لا یضر

(۳) ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون +

(۴) تراکے نصراً من عند اللہ و ہم یعمہون +

۵ دسمبر سنہ ۰۳ء

واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ بلاء والنوار۔ بستر عیش۔ خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود*

رمضان شریف

کی ۲۷ شب کو جبکہ لیلتہ القدر کا گمان کیا جاتا ہے حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوة والسلام نے بمقام گورداسپور اپنی جماعت کے موجود اور غیر موجود

مولوی عبد اللطیف صاحب شہید

اور

پیسہ اخبار

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار البدر نمبر۴۸ صفحہ ۳۸۵)

یہ پیسہ اخبار کی عبارت ہے جسے ہم نے کوٹیشن مین دیا ہے امیر کابل کے باربار موقعہ دینے کو وہ انصاف پژوہی قرار دیتا ہے۔ میرے خیال مین یہ لفظ دیگر اس کے یہ معنے ہین کہ پیسہ اخبار کا اڈیٹر جو اس وقت مسلمان ہونے کا مدعی ہے۔ اگر کسی ایسی متعصب عیسوی سلطنت مین چلا جاوے کہ جہان اُسے تبدیل مذہب کے لئے مجبور کیا جاوے اور بصورۃ عدم قبولیت کہا جاوے کہ سنگسار کئے جاؤ گے اور اڈیٹر صاحب مین اس قدر ایمانی قوت ہو کہ وہ ترک اسلام پر اپنی جان کی قربانی کو ترجیح دیوین اور حاکم وقت انہین بار بار موقعہ دیوے کہ باوجود اس کے کہ تم سے کوئی فساد نہین ہوا باغی نہین ہو کوئی حرکت ایسی صادر نہین ہوئی کہ جس سے تم پر اس قسم کا شک کیا جاوے۔ صرف تمہارا مسلمان ہونا ہی ہلاکت کا موجب ہے تو اگر پیسہ صاحب مذہب کو ترک نکرے اور اس صورت مین اس کی جان لی جاوے تو یہ بقول پیسہ اخبار اس حاکم کی سچی انصاف پژوہی ہوگی۔ اس نادان کو تعصب نے اتنی بات بھی نہ سمجھنے دی کہ سلطنت کابل مین اختلاف مذہب تو کوئی جرم نہین ہے۔ کیونکہ ہر ایک مذہب وملت کے آدمی وہان رہتے سہتے ہین اور آج تک کوئی بھی اس جرم سے قتل نہین کیا گیا کہ وہ سلطنت کا مذہب نہین رکھتا۔ اور اگر بفرض محال یہ کوئی جرم تھا بھی تو کیا سوائے جان لینے کے اور کوئی سزا اس کی نہ تھی۔ امیر کو اختیار تھا کہ اُسے جلاوطن کر دیتے اور وہ بیچارہ کسی اور سرزمین مین گزارہ کر لیتے۔

کیا اڈیٹر صاحب بہ این ریش وخش دکھا سکتے ہین کہ حقیقی متبعین اسلام نے کبھی اختلاف مذہب کے لحاظ سے کسی کی جان لی ہو۔ کچھ تو شرم چاہئے۔ بغض اور تعصب مین اس قدر عقل کیون ماری جاتی ہے کہ اپنے مذہب کے اپنے ہاتھون سے خود دشمن بنجاتے ہو۔ کیا آپ نے مرنا نہین ہے

اور ان تمام افتراؤن اور بیہودہ گوئیون کا خدا کے آگے جواب نہین دینا اگر کچھ بھی غیرت ہوتی تو ذرا ثابت کر کے دکھایا ہوتا کہ وہ کونسا جرم شہید مرحوم سے صادر ہوا تھا جس کی پاداش مین ان کی سزا موت تھی۔ قتل نفس کا بدلہ قتل نفس ہوتا ہے یا جب کسی پر سلطنت سے بغاوت کا الزام ثابت ہوجاوے تو سلطنت کے مصالح اس کی موت تجویز کرتے ہین مگر یہان تو ان مین سے ایک بات بھی نہ تھی۔ اگر تھی تو پیسہ اخبار کا ذمہ ہے کہ اس کا ثبوت دے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ اگر شہید مرحوم نے ایک دفعہ بھی علمائے کابل کو باور کرنیکا موقعہ دیا کہ وہ اسلام کے طریقہ سے منحرف ہے تو انہون نے سلطنت کے مذہب کے احکام کے مطابق اسے سنگسار کرنا ضروری سمجھا۔ بالکل بیہودگی ہے لفظون کو جوڑ جاڑ کر دکھلا دینا تو آسان ہے مگر جو کچھ کہا جاتا ہے اس کے دلائل اور ثبوت بہم پہنچا کر اُسے ثابت کرنا کارے دارد۔ مضمون کی سرخی مین پیسہ اخبار شہید مرحوم کو حضرت مسیح موعود کا مرید قرار دیتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کا جو مذہب ہے اور جن عقائد مستنبط از قرآن مجید وسنت نبویہ کی آپ تعلیم دیتے ہین ان کا اُسے علم ہے کاش کہ وہ اس امر کا کچھ ثبوت بھی دیتا کہ شہید مرحوم نے فلان موقعہ علمائے کابل کو اسلام کے طریقہ سے منحرف ہونیکا دیا اور وہ کونسا ایسا عقیدہ یا عمل تھا کہ جس کے اختیار کرنے یا بجا نہ لانے سے وہ از روئے شریعت اسلام کے گردن زدنی ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اور آپکے خلفائے راشدین نے جنہون نے بادشاہتین اور سلطنتین کی ہین۔ کیتنے ایک ایسے آدمیون کو ایسے اختلافون پر تیغ بے دریغ سے قتل کیا تھا۔۔ عام اہل اسلام جو کہ حقیقت اور مغز اسلام سے بے خبر ہین۔ ان مین اور حضرۃ مرزا صاحب مین صرف دو امر اختلافی ہین۔ ایک تو مسیح کی موت دوسرے حرمت جہاد کہ جن کی تعلیم شد و مد سے اہل اسلام کو عموماً اور احمدی جماعت کو خصوصاً دی جاتی ہے۔ مسیح کی موت ایک ایسا امر ہے کہ جسکو اکابرین سلف نے مانا ہوا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اس کے موید ہین امام اعظم علیہ الرحمۃ و مالک و احمد حنبل اور صاحبین سب کا یہی مذہب رہا ہے صرف عیسائیون کے میل جول نے اس اپنیا داعتقاد کو بے خبر اہل اسلام مین رواج دیدیا تھا۔ دوسرا مسئلہ حرمت

جہاد کا ہے جو کہ قرآن شریف کی اصل تعلیم ہو کہ کسی شخص کو زبردستی اسلام قبول نہ کرایا جاوے اور آنحضرۃ صلعم اور آپ کے مخلص متبعین نے اس پر عمل کر کے دکھلا دیا اور آپکے دوران حکومت مین کافر اور مشرک یہود ونصاری آزادی سے رعیت بنکر رہتے رہے شاید یہ نظیرین کسی نیچری خیال کے لئے کافی نہ ہون تو ہم کہتے ہین کہ ان کے لیڈر سر سید احمد خان بھی تو وفات مسیح اور حرمت جہاد کے قائل تھے۔ پس اگر انہی دو خلافی مسائل کی بنیاد پر کسی مسلمان کلمہ گو کا قتل لازمی ہو

البدر

(۱) جو اصحاب شروع جنوری سنہ ۰۴ سے نئے خریدار ہوئے ہین ان کی خدمت مین نمبر ۴۸ گذشتہ سال کا اس لئے ارسال کیا جاتا ہے کہ پیسہ اخبار کے متعلق جو مضمون لکھا گیا ہے وہ مسلسل ان کی نظرون سے گذرے۔

(۲) بوجہ تکمیل خطبہ حضرۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب اس اخبار مین ڈائری حضرۃ اقدس کی نہین درج ہوسکی۔ اس خطبہ مین اب کی دفعہ منجملہ دیگر ضروری مقامات حضرت کے مولانا صاحب نے اخبارون کی امداد اور خریداری کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس پر توجہ فرماوینگے اور خصوصیت سے البدر کی طرف جس کو اپنے استحکام اور قیام کے لئے سخت ضرورۃ معاونین اور کثرت اشاعت کی ہے جہان اخبار نویسون کے ذمہ یہ فرض ہے کہ اپنی خدمات کو کماحقہ دیانت سے بجا لاوین وہان قوم کا بھی فرض ہے کہ انہیں تقویت دیکے خدمات کے قابل بناوین۔ تاکہ سٹاف وغیرہ کی تکمیل ہونے سے ہر ایک شکایت دور ہوسکے اور اسی لئے خطبہ مین ادھر بھی توجہ دلائی گئی معلوم ہوتی ہے ظاہر ہے کہ جس کارخانہ کے چلنے کا مدار ایک ہزار یا پندرہ صد خریدار پر ہو وہ چار پانصد خریدار کے سر پر کیسے ہر ایک خدمت کو ادا کر سکتا ہے اگر خدا کا فضل شامل حال ہو اور قوم بھی پوری تقویت دے تو البدر ذمہ وار ہوتا ہے کہ انشاء اللہ شکایت کا موقعہ نہ دیگا۔

بیعت کی فہرست اس کی نسبت بیرونجات کے احباب نے جو کہ گذشتہ ہفتہ مین قادیان مین تشریف لائے تھے شکایت کی ہے کہ متواتر نام کیون شائع نہین ہوتے اس لئے عام اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اس مین کارخانہ کا کوئی قصور نہین ہے۔ مہتمم رجسٹر بیعت کی طرف سے متواتر نام ہفتہ وار نہین پہنچے کہ درج اخبار ہون گذشتہ ایک دو ماہ مین تو اس کی یہ وجہ بھی تھی کہ وہ بیمار تھے اگر نام برابر پہنچین تو کارخانہ متواتر اشاعت کے لئے انشاء اللہ طیار ہے۔

(مینیجر)

طاعون ٹیکہ اور انگیٹھی

اہل ہند اس امر سے بیخبر نہیں۔ کہ طاعون نے جب اول ہی اول ہندوستان میں قدم رکھا۔ اور ابھی پنجاب میں اسکا نام و نشان نہ تھا۔ کہ امامنا حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے پنجاب میں آنیکی پیشگوئی کی اور اس کا علاج تبلایا۔ کہ لوگون کو چاہیئے۔ کہ توبہ اور استغفار کرین اور اپنے اندر پاک تبدیلی کرین۔ اور خدا نے جسکو مامور کر کے بھیجا ہے۔ سو اُس کے ماموریہ ایمان لاوین اور کم از کم یہ کہ سب و شتم اور شوخی اور شرارت سے باز رہین۔ یہ طاعون کا حقیقی اور واقعی علاج ہے۔ جس کی طرف سب سے اول خلقت کی حقیقی خیر خواہ مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا تھا۔ یہ علاج واقعی ناقابل ثابت ہوتا۔ اگر اُس کے مقابلہ پر دوسری ایجادین اور اختراعین جو کہ طاعون کی علاج سے نامرد ہو سکتی تھیں۔ دعویٰ اور تحدی کیساتھ مفید ہوتیں لیکن آج تک جو زمینی اور مادی علاج تجویز ہوا ہے۔ اور اُس کے حد نے جو دعویٰ اور اُس کے مفید ہونے کا کیا اوسے آخر کار نیچا دیکھنا پڑا ہے۔ اور اپنے دعوائے کی ناکامی اور نامرادی سو اُسے حضرۃ امامنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمودہ علاج پر پھر تصدیق ثبت کرنی پڑی ہے۔ پہلے ٹیکہ کے موجد نے بڑا دعوا کیا۔ اور اس طرح سے اس کی قول پر اعتبار کر کے گورنمنٹ کو نقصان عظیم کا متحمل ہونا پڑا۔ لیکن آخر کار اُسے ناکامی ہوئی۔ اور طاعون کے انسداد کیلئے وہ بالکل غیر مفید ثابت ہوا۔

دوسرا علاج ایک انگیٹھی کی ایجاد تھی۔ جسے ایک ہندوستانی انجنیر صاحب نے ایجاد کیا۔ اور گذشتہ سال مین سری نگر وغیرہ مین اُس کے مفید ہونیکا بڑا چرچا ہوا اور مختلف مقامات کی میونسپلیون نے دھڑا دھڑ اُسے خریدا۔ لیکن آج وہی سری نگر ہے۔ کہ اب پھر وہان طاعون موجود ہے۔ وہی سیالکوٹ اور گوجرانوالہ ہے۔ اور دوسرے مقامات ہین۔ کہ جہان طاعون اس سے پیشتر اپنا ہیبت ناک نظارہ دکھا چکا ہے۔ اور اب پھر اپنا ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔ اول اول یہ کہا گیا۔ کہ سخت گرمی اور سخت سردی مین یہ کم ہو جاتی ہے۔ مگر گذشتہ اور اس سال مین یہ تجربہ بھی غلط ثابت ہوا ہے۔ کیا اب بھی لوگ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہ یہ ایک خدا کا فعل ہے۔ جس کے آگے مخلوق اور اس کے منصوبون کی پیش چلنی محال ہے۔ پس ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ہی اس کا علاج بھی بتلا دے۔ سو خدا نے تو اس کے ظہور سے پیشتر ہی وہ علاج بتلا دیا تھا۔ مگر ای لوگو تم پر افسوس۔ کہ تم نے عمل در آمد نکیا۔ اب اس کا نتیجہ یہہ خطرناک بربادی ہے۔ جو دیکھ رہے ہو۔ کاش کہ تم اب بھی سمجھو اور عبرت پکڑو اور ایک ہمدرد ناصح مامور من اللہ کی آواز کو سنو۔ اور اُس پر عمل کرو۔

شہزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کے مزید حالات

میان احمد نور صاحب آپ کے شاگرد خاص بیان کرتے ہین۔ کہ جب شہید مرحوم خوست مین پہونچے۔ تو اپنے گھر نہیں گئے۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ ایک قرآن شریف اور نسوار کی ڈبیا لاؤ۔ یہ دونو شے لیکر مسجد مین بیٹھ گئے اور قرآن شریف پڑھنے لگے۔ اس اثنا مین حاکم سپاہیان لیکر گرفتاری کیلئے آیا۔ تو آپنے ہاتھ آگے کر کے فرمایا۔ کہ کیا تم مجھے اس سے ڈراتے ہو۔ اگر دوزخ بھی سامنے جاوے تو مجھے خوف نہیں۔ اور اگر مین خود نہ جانا چاہون تو کسی کی مجال نہیں ہے۔ کہ مجھے لیجا سکے۔ وہان کی لوگون نے آپکی گرفتاری پر تیور بدلے۔ تو آپنے روکا اور کہا۔ کہ میری دعا ہے۔ کہ یا میری جان جائے۔ یا اس سرزمین کی اصلاح ہو وے۔

افغانستان اور مسیح موعود

کتاب تذکرۃ الشہادتین مین حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ کابل جیسی سرزمین کیلئے کاغذون کے اشتہار کافی نہیں ہو سکتے تھے۔ اور نہ اون پیرایہ ذریعہ سے اتمام حجت اور فرض تبلیغ پورا ہو سکتا تھا۔ وہان کیلئے ایک خونی اشتہار کی ضرورت تھی۔ جو کہ شہید مرحوم صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی قربانی سے دیا گیا ہے۔ کابل کی سرزمین اسے کبھی فراموش نہیں کریگی اور نہ کابلیون نے اپنی تمام عمر مین یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا دیکھا ہوگا۔ اور جب شہید مرحوم نے اپنی وطن کیطرف مراجعت کی۔ تو آپ بار بار کہتے تھے۔ کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کیلئے میرے خون کی محتاج ہے۔ کابل کی سرزمین مین یہ خون اُس تخم کی مانند پڑا ہے جو تھوڑے عرصہ مین بڑا درخت بن جاتا ہے۔ اور ہزار ہا پرندے اس پر اپنا بسیرا لیتے ہین۔ الحمد للہ کہ خدا کی فرستادہ کی ان باتون کے پورا ہونے کی ہوا ابھی سے چلنے لگی ہے۔ سنا گیا ہے۔ کہ دار السلطنت کابل مین لوگون کی ایک جماعت نے اس امر کی اشاعت بڑی شد و مد سے کی ہے۔ کہ شہزادہ عبد اللطیف صاحب کی موت شہادت کی موت ہے۔ اور یہ خون بڑے ظلم سے ہوا ہے۔ سلطنت کیطرف سے اُنکے خویش و اقارب کی ذریعہ سے اُن کو فہمائش کی گئی۔ کہ وہ ان باتوں سے باز آوین۔ مگر اُنہون نے کہا۔ کہ ہم خود اسی قسم کی موت پسند کرتے ہین۔ جو کہ شہزادہ صاحب کو نصیب ہوئی۔ اور اُنکو زندان مین مقید کیا گیا ہے۔ ایسے ہی سنا گیا ہے کہ خوست کے حاکم کیطرف سے امیر صاحب کی خدمت مین رپورٹ ہوئی ہے۔ کہ شہزادہ صاحب کی موت سے یہان کے لوگون مین ایک خطرناک جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور آمادہ فساد معلوم ہوتے ہین۔ اُنکی جان لینے مین بہت جلدی کی گئی ہے۔ یہ خبرین اگرچہ ابھی تک پختہ ذرائع سے تصدیق شدہ نہیں ہین۔ مگر میان احمد نور صاحب جو کہ شہید مرحوم کی خاص شاگردون سے ہین۔ وہ بیان کرتے ہین کہ میری روانگی کیوقت ہی یہ خیالات لوگون کی تھے اور یہ چرچا دن بدن بڑھتا جاتا تھا۔ کہ اُنکی جان ظلم سے لی گئی ہے۔ اس لئے اُنکی شہادت اور امیر خدا کے فرستادہ کی قبل از وقت اطلاع سے یہ خبرین ہماری نزدیک صحت کے حکم مین ہین۔ اور خدا وہ دن بہت جلد لاویگا کہ افغانستان کے لوگون مین مسیح موعود کی تعلیم اور عقائد اشاعت پاوین۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے صلح اور امن کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اسلام پر جو بدنما داغ وہان کے جاہل ملانون نے لگایا ہوا ہے اور مخالفون کو اعتراض کا موقع دیا ہوا ہے وہ بھی دور ہو کر اُس کا پاکیزہ اور منور چہرہ نظر آنے لگیگا۔ اور ہزارون بندگان خدا کی جو ناحق خون ریزی وہان کے باشندے غزا کی جاہلانہ خیال اور عقیدہ پر کرتے ہین۔ اس کا بھی انسداد ہو جاویگا اور افغانستان کی لوگون کے خیال کا یہ تغیر برٹش گورنمنٹ کیلئے بہت بابرکت اور نتیجہ خیز ہوگا۔

یہ مضمون ہم لکھ چکے تھے کہ ۲۹ دسمبر کے اخبار عام نے اُس کی تصدیق یہ خبر درج کر کے کر دی کہ احمدی مشن کے ۳۶ آدمی کابل مین قتل کیے گئے ہین۔ یہ تمام قتل در اصل افغانستان اور اس کے گرد و نواح کے لئے ایک مؤثر اور باثمر اشتہار احمدی مشن کا ہے ✤

مراسلات

رسالہ اعجاز البیان مولفہ مولوی امیر علی صاحب اٹاوی اثنا عشری پر ریویو

عرصہ ہوا کہ مولوی امیر علی صاحب اٹاوی اثنا عشری نے ایک رسالہ ضرب المبین نام اہل سنت والجماعت کے رد میں لکھا تھا اوس رسالہ کا جواب مین نے نصف کے قریب لکھ لیا تھا کہ حسن اتفاق سے ایک شیعہ کی کتاب انوار الہدیٰ میرے ہاتھ آگئی۔ مین نے انوار الہدیٰ کو پڑھنا شروع کیا تو مجھ کو کمال حیرت ہوئی۔ پہلے تو مین نے خیال کیا۔ کہ شاید مین ضرب المبین ہی دیکھ رہا ہون۔ مگر پھر سنبھل کر جو غور سے دیکھا۔ تو وہ کتاب درحقیقت انوار الہدیٰ ہی تھی۔ آخر دونو کتابون کا مقابلہ کیا گیا۔ اور مضامین انوار الہدیٰ اور ضرب المبین کی ایک فہرست معہ تمہید مختصر مرتب کی گئی جو امید ہے کہ بہت جلد ناظرین کی خدمت مین پیش کیجاویگی

میرے بعض دوستون کو جب یہ حال معلوم ہوا تو انہون نے کہا کہ مولوی امیر علی صاحب کی کتاب انوار الہدیٰ کی نقل مطابق اصل ہے۔ مگر مین نے اس بدگمانی کو روا نہ رکھا۔ اور بہت کچھ غور و فکر کے بعد آخر یہ سمجھا کہ ہمارے مخدوم مولوی امیر علیصاحب کو تو ترتیب ہی توارد نام ہوگیا ہے

بہر حال ان وجوہ سے اُسوقت ضرب المبین کے جواب کو تو کرنا تضیع اوقات سمجھا گیا۔ کیونکہ انوار الہدیٰ کے کئی رد اہل سنت والجماعت کیطرف سے چھپ کر شایع ہو گئے تھے

مگر مولوی امیر علیصاحب خیر سے یہ سمجھ بیٹھے کہ مری کتاب کا جواب ہے۔ اسی بنا پر انکو اہل سنت والجماعت کے مقابلہ مین تصنیف و تالیف کی پھر جرأت پیدا ہوئی۔ اور اسی جرأت کا نتیجہ ہے رسالہ اعجاز البیان جس پر ہم اُس وقت ریویو لکھنا چاہتے ہین

واضح ہو۔ کہ مولویصاحب کا رسالہ جو بیس صفحہ پر ختم ہوا ہے۔ اور مطبع اثنا عشری لکھنؤ مین چھپا ہے۔ اس رسالہ کی ظاہری صورت اُس کی باطنی کیفیت یا اندرونی حالات کے اظہار کیلئے ایک قیمتی شہادت ہے۔ فاضل مصنف نے اس رسالہ کا پورا نام یہ تجویز فرمایا ہے۔ "اعجاز البیان فی ذکر شریک القرآن" یہ عجیب و غریب و حیرت انگیز نام سنکر مجھے بھی اس رسالہ کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جناب مولوی تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار اور رئیس اٹاوہ کا مین شکر گزار ہون۔ کہ انکی مہربانی سے رسالہ مذکور مجھے بھی دیکھنے کو مل گیا

المختصر مین نے بڑے شوق کیساتھ اوس رسالہ کو تمام و کمال پڑھا۔ اور اُس کو اسطرح پڑھنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا ہون۔ اُسے ناظرین کے روبرو پیش کرتا ہون۔

میری رائے مین اس رسالہ کا نام جو فاضل مصنف نے تجویز فرمایا ہے۔ وہ سراسر غیر موزون ہے مناسب اور موزون نام یہ ہے

"اونچی دوکان پھیکا پکوان"

معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مصنف کو علاوہ ادعائے فضیلت علمی نبوت کا بھی دعویٰ ہے۔ کیونکہ اونہون نے اپنے بیان کو اعجاز قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اعجاز نمائی ایک نبی کی شان سے ہی متصور ہے۔ اس لئے ہم ادعائے مذکور کے جواب مین مجبوراً اُون الفاظ کا اعادہ کرتے ہین۔ جو اعجاز البیان کے صفحہ ۶ و ۷ مین درج ہین اور وہ یہ ہیں

"بعض لوگون نے آپکو صاحب شریعت بنایا اپنے مسائل گھڑے ہوئے پر لوگون کو چلایا۔ خود گمراہ ہوئے اور لوگون کو گمراہ کیا"

ثبوت اس کا یہ ہے۔ کہ مولویصاحب موصوف نے بعثت کیلئے ایک جدید قانون وضع کیا ہے چنانچہ اعجاز البیان کے صفحہ ۲ مین فرماتے ہین

"واضح ہو کہ خداوند تعالےٰ نے جب سے خلقت انسان کی حضرت آدم سے لیکر جتنے انبیاء بواسطے ہدایت مخلوق کے مبعوث کئے۔ اُنکے بعثت کا طریقہ ایک ہی طریقہ ہمیشہ جاری رکھا۔ اسمین کبھی ردوبدل نہیں ہوا۔ یعنی جس پیغمبر کو کہ صاحب شریعت کیا اور اسپر نزول کتاب و وحی ہوا۔ تو اُس کا تقرر خداوند تعالیٰ نے بذات خود رکھا۔ کسی مرسل ماتقدم کی مداخلت اسمین کبھی نہیں ہوئی۔ دیکھو قصص الانبیاء و تواریخ انبیاء و کتب سماویہ البتہ جو انبیاء کہ صاحب شریعت نہیں ہوے اور ان پر نزول وحی و کتاب نہیں ہوا۔ اُنکا تقرر مرسل ماتقدم کیطرف سے ہوتا آیا ہے۔ مگر اُنکے تقرر مین بھی جب تک کہ تھوڑا بہت اشارہ یا کنایہ خداوند تعالیٰ کے کسی احکام سے نہیں پایا۔ تو کسیکو نائب یا جانشین اپنا نہیں کیا۔ اُنکے بھی تقرر مین مرضی خداوند تعالیٰ ملحوظ رہی ہے

انبیاء علیہم السلام کی یہ حیرت انگیز تفریق اور اُنکی بعثت کا یہ نرالا طریقہ فاضل مصنف کے عجیب و غریب دماغ کا خالص اور ندرت زا پیداوار ہے۔ اس اصل پر جو تفریعات ممکن ہیں۔ اونکی تشریح کیلئے کافی وقت درکار ہے۔ اور مین عدیم الفرصت ہون۔ اس لئے مختصر عرض کرتا ہون

اول انبیاء کی یہ تفریق تفنین المعظمین سے ثابت نہیں ٭

ثانیاً اس تعریف سے بہت سے انبیاء مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ عہدہ رسالت آلہی سے معزول ہوتے ہیں کیونکہ صاحب شریعت نہ تھے

ثالثاً اس تعریف کے اعتبار سے بہت سے اولیاء اللہ جنپر وحی نازل ہوئی یا آئندہ ہوگی انبیاء کے گروہ میں داخل ہوتے ہیں

رابعاً اس تعریف کی رو سے ایسے لوگ بھی انبیاء کے گروہ مین داخل ہوتے ہین جن پر وحی نازل نہین ہوئی

خامساً اس تعریف کی رو سے دوسرے قسم کے انبیاء مرسل من اللہ ثابت نہیں ہوسکتے بلکہ وہ رسول الرسول اور نائب الرسول قرار پاتے ہین

سادساً اس تعریف کی رو سے ہر نائب رسول پر مرسل کا اطلاق ہوسکتا ہے بنا بران ہر امام کا شمار مرسلین مین ہوسکتا ہے

سابعاً دوسرے قسم کے انبیاء جب بحکم خداوندی مقرر ہوئے تو وہ مرسل من اللہ کیون نہیں ہوسکتے

ثامناً اس تعریف کی رو سے ہر شخص جو بحکم الٰہی کیخدمت پر مامور ہو انبیاء کے گروہ مین داخل ہوسکتا ہے

تاسعاً اس تعریف کی رو سے صاحب شریعت نبی کے خلفاء اور غیر صاحب شریعت انبیاء مثل حضرت عیسیٰ یا حضرت ذکریا علیہم السلام وغیرہ ہما مین کوئی مابہ الامتیاز باقی نہیں رہتا

عاشراً اس تعریف کی رو سے آئمہ علیہم السلام کو انبیاء قرار دیا گیا ہے حالانکہ یہ عقیدہ مولویصاحب کے مسلک پر ختم نبوت کے منافی ہے تلک عشرۃ کاملۃ

اب ناظرین فاضل مصنف کے اعجاز البیان کو ملاحظہ فرماوین

پس علمی فضیلت کے اعتبار سے یہ عبارت صفحہ ۲ واجب الحفظ ہے

"خاکسار ازلی عاصی امیر علی ابن سید حسین علی مرحوم اثنا عشری ساکن اٹاوہ خدمت مین اپنے برادران ایمانی کی اپنی وقفیت حقیقت مذہب اثنا عشری کہ جو مطالعہ اُردو کلام سے ہوئی ظاہر کرتا ہی"

فصاحت بلاغت قرآن فہمی و تفسیر دانی کے اعتبار سے مشتے نمونہ از خروارے مولویصاحب کی یہ عبارت قابل ملاحظہ ہے

جب اُنکی حلین وحیات مستعار کیدن ختم ہونیوالے ہوئے تو انہوں نے اپنی شریعت کی اور خدا کی احکام حفظ جاری کرنیکیلئے ....